امامِ حسنؑ پاک
صلح کی شرائط

محقق و مرتب:

محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

نام رسالہ: صلح امام حسن پاک کی شرائط۔

محقق ومرتب: محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی بریلوی۔

زیرِ سایہ: پیر محمد توقیر اقبال قادری حسنی نقشبندی سرکار۔

خاکِ پا: سلسلہ عالیہ قادریہ حسنیہ۔

تاریخِ تحریر: جمادی الاول (1445ھ)، دسمبر (2023ء)۔

صفحات: 05

ای میل: see.zee480@gmail.com

مطالعہ آن لائن: /https://archive.org

نوٹ: اس رسالے کو بلا معاوضہ آگے شیئر کرنے کی اجازت ہے،
مگر مندرجات میں تبدیلی ممنوع ہے۔ شکریہ

خانقاہِ اولیاء قادریہ حسنیہ انٹرنیشنل لاہور پاکستان

امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کتب تاریخ میں بغیر مستند سند کے یہ بات نقل ہوئی ہے کہ چند شرائط امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھیں جنکی بنیاد پر صلح اور بیعت ہوئی لیکن چونکہ ان شرائط پر عمل نہ کیا گیا لہذا وہ بیعت و صلح ختم ہو گئی۔جب کہ کتب احادیث مستند سند کے حوالے سے ایسی کوئی روایت موجود نہیں۔ لیکن کتب تاریخ میں اس کے تعلق سے ایک افسانہ گھڑا گیا تاکہ صلح و بیعت کی حقیقت کو دھندلا کر دیا جائے۔

جبکہ یہ بات حقیقت کے بھی منافی ہے اور مقام امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بیعت پر کوئی ذاتی شرط نہیں رکھی تھی کیونکہ وہ مکمل اللہ اور اپنے نانا حضور اکرم ﷺ کی بتائی تعلیمات پر کار فرما تھے۔

کتب آثار و حدیث میں جس ایک شرط کے بارے مستند بات پہنچی ہے وہ اس سے قدرے مختلف ہے۔ جیسا کہ امام ابن ابی شیبہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:

حضرت عروہ روایت کرتے ہیں: کہ قیس بن سعد بن عبادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے لشکر کی اگلی ٹکڑی میں تھا اور اس کے ساتھ پانچ ہزار افراد تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اپنے سروں کو منڈوا لیا تھا، پس جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں داخل ہوئے تو قیس نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا، پھر اپنے ساتھیوں سے کہا تمہاری کیا خواہش ہے؟ اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں لے کر ہمیشہ لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ ہم میں سے پہلے مرنے والا مر جائے، اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے امان طلب کرلوں، وہ کہنے لگے آپ ہمارے لئے امان طلب کرلیں، تو پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے لیے کچھ شرائط اور معاوضے کے ساتھ صلح کرلی، اور شرط رکھ دی کہ ان کو کسی قسم کی سزا نہ دی جائے گی، اور یہ بھی کہا کہ میں ان کا ایک فرد ہوں گا، اور اپنے لئے کوئی شرط نہیں لگائی، جب وہ مدینہ کی طرف اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس چلا تو سارے راستے میں روزانہ ان کے لئے ایک اونٹ ذبح کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچ گئے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر 31222)

ارشاد باری تعالیٰ: ترجمہ: اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ پھر اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورہ الحجرات، آیت 9)

حدیث مبارکہ: ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل ابو موسیٰ نے بیان کیا اور میری ان سے ملاقات کوفہ میں ہوئی تھی۔ وہ ابن شبرمہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے عیسیٰ (منصور کے بھائی اور کوفہ کے والی) کے پاس لے چلو تاکہ میں اسے نصیحت کروں۔ غالباً ابن شبرمہ نے خوف محسوس کیا اور نہیں لے گئے۔ انہوں نے اس پر بیان کیا کہ ہم سے حسن بصری نے بیان کیا کہ جب حسن بن علی امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے خلاف لشکر لے کر نکلے تو عمرو بن العاص نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایسا لشکر دیکھتا ہوں جو اس وقت تک واپس نہیں جا سکتا جب تک اپنے مقابل کو بھگا نہ لے۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمانوں کے اہل و عیال کا کون کفیل ہوگا؟ جواب دیا کہ میں، پھر عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا کہ ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں (اور ان سے صلح کے لیے کہتے ہیں) حسن بصری نے کہا کہ میں نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 7109)

حدیث مبارکہ: قسم اللہ کی جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما (معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں) پہاڑوں میں لشکر لے کر پہنچے، تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا (جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیست و نابود کیے بغیر واپس نہ

جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اور قسم اللہ کی، وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے، کہ اے عمرو! اگر اس لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا، یا اس نے اس کو قتل کر دیا، تو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) لوگوں کے امور (کی جواب دہی کے لیے) میرے ساتھ کون ذمہ داری لے گا، لوگوں کی بیوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ آخر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں قریش کی شاخ بنو عبد شمس کے دو آدمی بھیجے۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر بن کریز، آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو، ان سے اس پر گفتگو کرو اور فیصلہ انہیں کی مرضی پر چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور فیصلہ آپ ہی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم بنو عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور ہم کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں، یہ خون خرابہ کرنے میں طاق ہیں، بغیر روپیہ دیئے ماننے والے نہیں۔ وہ کہنے لگے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کو اتنا اتنا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔ فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں قاصدوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حسن نے جس چیز کے متعلق بھی پوچھا، تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی، پھر فرمایا کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پہلو میں تھے، آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا مجھ سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے حسن بصری کا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سننا ثابت ہوا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2704)

اس صلح کا تذکرہ شیعہ کتب میں بھی موجود ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(الااحتجاج، جلد2, صفحہ 69)

(رجال الکشی، جلد 1، صفحہ 325)

(بحارالانوار، جلد 44، صفحہ 59 اور 66)

خلاصہ کلام:

صلح امام حسن پاک رضی اللہ عنہ سے رب بھی راضی ہے رب کا رسول بھی راضی ہے اور ایمان والے بھی راضی ہیں۔ بے ایمان کے لئے اشارہ کافی ہے اور ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔